شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ — مولانا سیف الرحمان الفلاح

رسول بھیجنے اور کتابیں نازل کرنے کی غرض و غایت

قسط (۸)

جواب: الحمد للہ رب العالمین۔ وہ دین جو اللہ نے اپنے رسولوں کو دے کر بھیجا اور اپنی کتابوں کو ان کے ساتھ نازل فرمایا۔ وہ یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے۔ اس کا کوئی شریک نہ بنایا جائے۔ اسی سے مدد طلب کی جائے۔ اس پر توکل کیا جائے اور جلب منفعت یا دفع ضرر کے لیے اسی کی بارگاہ میں دعا کی جائے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم انا انزلنا الیک الکتاب بالحق فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین الا للہ الدین الخالص والذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربنا الی اللہ

یہ کتاب (قرآن کریم) اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ ہم نے آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا۔ پس آپ اللہ کی عبادت کریں۔ اس کے لیے دین (عبادت) خالص کرتے ہوئے۔ خبردار! خالص دین (عبادت) اللہ کے لیے ہے جن لوگوں نے اللہ کے سوا کوئی اور معبود بنا رکھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت

زلفیٰ ان اللہ
یحکم بینہم
فیما ہم فیہ
یختلفون
(الزمر ع ۱)

صرف اسی لیے کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں۔ یقیناً قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کے جھگڑوں اور رنجشوں کا فیصلہ کرے گا (یعنی مشرک لوگ اپنے آپ کو غلط راہ پر تصور نہیں کرتے وہ اپنے بزرگوں کو اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ تصور کرتے ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ان المساجد للہ فلا
تدعوا مع اللہ احدا
(الجن)

مسجدیں صرف اللہ کی (عبادت) کے لیے ہیں۔ اس لیے آپ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرائیں۔

نیز فرمایا۔

قل امر ربی بالقسط
واقیموا وجوہکم
عند کل مسجد
وادعوہ مخلصین
لہ الدین

(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کہہ دیجیے کہ میرے رب نے مجھے انصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔ نیز یہ حکم دیا ہے کہ ہر نماز کے وقت اپنے چہرے سیدھے اس کی طرف کرو اور اس کی خالص عبادت کرتے ہوئے اسے پکارو۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قل ادعوا الذین
زعمتم من دونہ
فلا یملکون کشف
الضر عنکم ولا تحویلا
اولئک الذین یدعون
یبتغون الی ربہم الوسیلۃ
ایہم اقرب ویرجون

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجیے تم ان لوگوں کو پکارو جن کو تم نے اپنے زعم باطل میں اللہ کے شریک بنا رکھا ہے (یہ اللہ تعالیٰ کے شریک کیسے ہو سکتے ہیں) ان کو کوئی تکلیف دور کرنے کی ہمت نہیں۔ (تکلیف دور کرنا تو کجا) یہ کسی تکلیف میں تخفیف کی ہمت بھی نہیں رکھتے۔ یہ لوگ اپنے

رحمته ویخافون عذابه ان عذاب ربك كان محذورا (بنی اسرائیل ع)

رب کا قرب حاصل کرنے کے لیے خود اپنے لیے وسیلہ کے متلاشی ہیں کہ کونسا وسیلہ اس کے قرب کا ذریعہ ہے۔ یہ اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ تیرے رب کا عذاب ایسا ہے کہ اس سے ڈرنا چاہیئے۔

سلف میں سے ایک جماعت نے کہا ہے کہ کچھ لوگ حضرت عیسیٰؑ، حضرت عزیرؑ اور فرشتوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ لوگ جن کو تم پکارتے ہو وہ تو میرے بندے ہیں۔ جیسے تم میرے بندے ہو اور میری رحمت کے امیدوار ہیں۔ جیسے تم امیدوار ہو اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں، جیسے تم ڈرتے ہو اور میرا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسے تم کوشش کرتے ہو۔

جب انبیاءؑ اور ملائکہ کو پکارنے والوں کا یہ حال ہے تو جو ان کے ماسوا لوگوں کو پوجتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا۔

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء انا اعتدنا جهنم للکافرین نزلا (الکهف ع ۱۲)

کیا کافر لوگ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا معبود بنانا چاہتے ہیں۔ (اگر وہ ایسا کریں گے تو جہنم کے لیے تیار رہیں، کیونکہ ہم کافروں کی مہمان نوازی جہنم سے کریں گے۔

نیز ارشادِ الٰہی ہے

قل ادعوا الذین زعمتم من دون الله لا یملکون مثقال ذرة فی السموات ولا فی الارض وما لهم فیهما من شرك وما له منهم من ظهیر

(اے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان مشرکوں سے کہہ دیجیئے کہ تم لوگ ان لوگوں کو پکارو جن کو تم نے اللہ کے سوا معبود بنا رکھا ہے (وہ اللہ کے شریک کیسے ہو سکتے ہیں؟) وہ زمین و آسمان میں سے ذرہ بھر کے بھی مالک نہیں اور نہ ہی زمین و آسمان میں ان کا کوئی حصہ

ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له (سبا ع ۳)

ہے اور ان میں سے کوئی اس کا ممد و معاون نہیں۔ اللہ کے ہاں کسی کی سفارش کام نہیں آئے گی۔ سوائے اس کے جس کے لیے وہ اجازت دے گا۔

اللہ عزوجل نے یہاں پر اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر جن لوگوں کو اس کی مخلوقات سے پکارا جاتا ہے۔ خواہ وہ فرشتے ہوں یا انسان وغیرہ۔ تمام اس ملک میں ایک ذرہ بھر کے مالک نہیں۔ اس کے ملک میں اس کا کوئی شریک نہیں بلکہ وہ شریکوں سے پاک ہے۔ اس کے لیے ملک ہے اور وہی ہر قسم کی تعریف کا حقدار ہے۔ وہ ہر شے پر قادر ہے۔ جیسے بادشاہوں کے مددگار اور معاون ہوتے ہیں۔ ویسا اس کا کوئی اسسٹنٹ یا مددگار نہیں جو اس کی مدد کرے۔ یہ تمام لوگ جن کو سفارشی تصور کیا جاتا ہے۔ اس کے ہاں سفارش کی جرأت نہیں کر سکیں گے ہاں البتہ وہ شخص جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہوا اور اسے سفارش کرنے کی اجازت فرمائی وہ سفارش کرے گا۔ تو اس نے شرک کے تمام اسباب کی نفی کر دی۔ اس کی کئی صورتیں ہیں۔

۱۔ جسے وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ مالک ہوگا یا نہیں۔
۲۔ جب مالک نہیں تو پھر شریک ہوگا یا نہیں۔
۳۔ جب شریک نہیں تو پھر معاون ہوگا۔
۴۔ یا پھر سائل اور طالب ہوگا۔

تو پہلی تین اقسام بادشاہ ہونا، شریک ہونا اور معاون ہونے کی نفی ہوتی ہے اور چوتھی قسم وہ اذن کے بغیر ناممکن ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه (البقرہ ع ۳۴)

بھلا ایسا کون ہے جو اس کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرنے کی جرأت کرے۔

نیز فرمایا۔

وکم من ملك فی السموات لا تغنی

آسمانوں میں بے شمار فرشتے ہیں۔ ان کی سفارش کسی کام نہیں آئے گی۔ ہاں البتہ جس

تشفاعتهم شيئا الا من بعد ان ياذن الله لمن يشاء ويرضى (النجم)

اللہ تعالیٰ نے سفارش کرنے کی اجازت فرمائی اور راضی ہوا اس کی سفارش کام آئے گی"

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ام اتخذوا من دون الله شفعاء قل اولو كانوا لا يملكون شيئا ولا يعقلون قل لله الشفاعة جميعا له ملك السموات والارض (النجم ع ۲)

کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا کوئی اور اپنے سفارشی بنا رکھے ہیں۔ آپ کہہ دیں (تم نے جن کو اپنے سفارشی بنا رکھا ہے) وہ کسی شے کے مالک نہیں اور کسی شے کو سمجھتے بھی نہیں۔ آپ کہہ دیں ہر قسم کی سفارش کا اختیار اللہ رب العزت کو ہے کیونکہ زمین و آسمان میں ہر جگہ اسی کی بادشاہی ہے۔

نیز ارشادِ ربانی ہے۔

الله الذى خلق السموات والارض وما بينهما فى ستة ايام ثم استوى على العرش وما لكم من دونه من ولى ولا شفيع افلا تتذكرون (السجدہ ع ۱)

اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے زمین و آسمان اور ان میں کل کائنات کو صرف چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر بلند ہوا۔ اس کے ماسوا تمہارا کوئی دوست یا سفارش کرنے والا ہرگز نہیں۔ پھر تم نصیحت کیوں قبول نہیں کرتے؟

نیز اللہ رب العزت کا ارشاد ہے

وانذر به الذين يخافون ان يحشروا الى ربهم ليس لهم من دونه ولى ولا شفيع لعلهم يتقون (الانعام ع ۶)

آپ ان لوگوں کو (وعظ و نصیحت کے ذریعے) ڈرائیں، جن کو اس بات کا ڈر ہے۔ وہ اپنے پروردگار کے پاس اکٹھے کیے جائیں گے۔ (پھر ایسے موقعہ پر) اللہ کے سوا ان کا نہ کوئی دوست نظر آئے گا اور نہ سفارشی ملے گا ممکن ہے (آپ کی وعظ و تذکیر قبول کر کے) وہ پرہیزگار بن جائیں۔

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت نے یوں فرمایا۔

ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون ولا یامرکم ان تتخذوا الملائکۃ والنبیین اربابا ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون

(آل عمران ع ۸)

کسی انسان کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ تو اسے، اپنی کتاب، حکم اور نبوت سے سرفراز کرے۔ مگر وہ (اللہ کے ان تمام انعامات کو فراموش کر کے) لوگوں کو کہتا پھرے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔ ہاں وہ تو کہے گا کہ تم اللہ والے ہوجاؤ۔ کیونکہ تم لوگوں کو کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور خود بھی پڑھتے ہو۔ وہ تمہیں ہرگز یہ حکم نہیں دے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو اپنے رب بنالو (تم خود بتاؤ) کیا اسلام لانے کے بعد وہ تمہیں کفر کا حکم دے سکتا ہے

جب اللہ نے ان لوگوں پر کفر کا فتویٰ صادر کیا۔ جنہوں نے فرشتوں اور انبیاء کو رب بنالیا تو پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ جو ان سے کم درجہ کے مشائخ وغیرہ ہیں جو لوگوں نے رب بنائے ہوئے ہیں۔

جس چیز پر اللہ کے سوا کوئی قادر نہیں وہ اس سے ہی طلب کی جائے

اگر انسان غیر اللہ سے ایسی چیز طلب کرتا ہے جیسے اللہ کے سوا قدرت نہیں جیسے اپنے مریض کے لیے شفا طلب کرتا خواہ مریض انسان ہو یا چوپایہ وغیرہ یا قرض کی ادائیگی طلب کرنا بغیر کسی معین جہت کے یا اہل وعیال کی عافیت طلب کرنا اور دنیا اور آخرت کے مصائب و آلام سے خلاصی حاصل کرنے کی دعا کرنا یا آگ سے نجات سے دعا کرنا یا علم اور قرآن پاک سیکھنے کی دعا کرنا یا اپنے قلب کی اصلاح اور حسن خلق طلب کرنا اور اپنے نفس کی پاکیزگی اور طہارت طلب کرنا وغیرہ۔ تو شریعت میں اسے جائز اور مشروع قرار نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ تمام امور ایسے ہیں جو غیر اللہ سے طلب کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح یہ بھی ناجائز ہے کہ وہ کہے کہ میرے دشمن پر میری مدد کیجیے۔

یا میرے مریض کو شفا عنایت کیجیے، یا مجھے تندرستی عنایت کیجیے یا میرے اہل و عیال کو تندرستی سے نوازیئے وغیرہ۔

جو شخص ان امور کو مخلوقِ خدا سے طلب کرتا ہے خواہ وہ کوئی ہو تو وہ اپنے رب کے ساتھ شرک کرتا ہے۔ اس کا شمار ان مشرکوں میں سے ہوگا جو فرشتوں اور انبیاء کی عبادت کرتے تھے اور جو ان تصویروں اور مجسموں کی عبادت کرتے تھے جو انھوں نے اپنے بزرگوں کے بنائے ہوئے تھے اور اس کی یہ دعا نصاریٰ کی دعا کی طرح ہے جو انھوں نے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ کے سامنے کی۔

جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

واذ قال اللہ یعیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ (المائدہ ع)

جب اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو مخاطب ہو کر فرمائے گا۔ اے عیسیٰ! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو رب بنا لو۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الھا واحدا لا الہ الا ھو سبحانہ عما یشرکون (التوبہ ع)

ان لوگوں (یہود و نصاریٰ) نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علما اور درویشوں کو رب مان لیا اور حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو بھی رب تسلیم کیا۔ حالانکہ ان کو صرف یہی حکم ہوا تھا کہ ایک معبود یعنی اللہ کی عبادت کریں۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ جن کو اس کا شریک بناتے ہیں وہ ان سے پاک ہے۔

جس امر پر انسان قادر ہو بعض حالات میں اس سے طلب کرنا جائز ہے

جس بات پر انسان کو قدرت حاصل ہو بعض حالات میں اس سے طلب کرنا جائز ہے جب کہ بعض حالات میں ممانعت ہے۔ کیونکہ بعض اوقات مخلوق سے سوال کرنا جائز ہوتا ہے اور بعض اوقات ناجائز ہوتا ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

فاذا فرغت فانصب والیٰ ربک فارغب (الانشراح)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ (دنیا کے کام کاج سے) فارغ ہوں تو دین میں محنت کیجیے اور اپنے پروردگار کی طرف دھیان کیجیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباسؓ کو وصیت فرمائی کہ:-

اذا سألت فاسأل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ[1]

جب کچھ مانگنا ہو تو اللہ سے مانگو۔ جب امداد و اعانت کی ضرورت ہو تو اللہ سے طلب کرو۔

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو نصیحت فرمائی کہ:-

لوگوں سے کسی شئے کا سوال نہ کریں۔

چنانچہ جب کسی کا کوڑا زمین پر گر پڑتا تو وہ کسی کو پکڑا نے کا مطالبہ نہ کرتا۔

صحیحین میں یہ حدیث مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا بغیر حساب وھم الذین لا یسترقون ولا یکتوون ولا یتطیرون وعلیٰ ربھم یتوکلون[2]

میری امت کے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ وہ ایسے لوگ ہوں گے جو دم جھاڑ نہیں کراتے اور نہ داغ لگواتے ہیں اور نہ فال پکڑتے ہیں۔ وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

استرقاء کا مطلب دم کرانا ہے۔ یہ دعا کی ایک قسم ہے جو جائز ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

ما من رجل یدعوا لہ اخوہ بظھر الغیب دعوۃ الا وکّل اللہ بھا ملکا کلّما دعا لاخیہ دعوۃ قال الملک ولک مثل ذلک[3]

---

[1] مشکوٰۃ جلد دوم صـ۴۵۳ بحوالہ احمد، ترمذی [2] مشکوٰۃ جلد دوم صـ۴۵۲ مگر اس روایت میں لا یکتوون کا لفظ مذکور نہیں۔ بحوالہ صحیحین۔

[3] مشکوٰۃ جلد اول صـ۱۸۴۔ اسی مفہوم کی حدیث ہے۔ (بحوالہ مسلم)

جب کسی مرد کے لیے اس کا مسلمان بھائی غائبانہ دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس
پر آپ فرشتے کی ڈیوٹی لگاتا ہے۔ چنانچہ جب وہ اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا
ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ آپ کو بھی اس کی مثل حاصل ہو۔

چنانچہ غائب کا غائب کے لیے دعا کرنا مشروع ہے۔ اسی لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جب مجھ پر درود بھیجا جائے اور میرے لیے وسیلہ کی دعا کی جائے۔ اور جب ہم اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرتے ہیں تو اس کا جو اجر ملتا ہے اس کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اطلاع فرمائی۔

چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جب تم مؤذن کی اذان سنو تو جو کلمات وہ کہتا ہے تم بھی کہتے جاؤ۔ جب اذان ختم ہو جائے تو مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ پھر میرے لیے وسیلہ کی دعا کرو۔ وسیلہ جنت کا ایک درجہ ہے۔ یہ اللہ کے ایک بندے کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں گا۔ تو جو شخص میرے لیے اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ کا سوال کرے گا تو قیامت کے روز اس کی سفارش کرنا میرے لیے حلال ہوگا۔[1]

زندہ حاضر اور قدرت رکھنے والے سے دعا طلب کرنے کی تفصیل

مسلمان کے لیے یہ امر مشروع ہے کہ اپنے سے اونچے درجہ کے مسلمان اور کم درجہ والے سے دعا کا مطالبہ کرے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو جب عمرہ کے لیے الوداع کیا تو فرمایا:

لا تنسنا من دعائك یا اخی[2]

اے میرے بھائی اپنی دعا میں ہمیں بھی یاد رکھنا۔

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہمیں درود پڑھنے کا حکم فرمایا اور اپنے لیے

---

[1] ترغیب جلد ثانی ص۴۹۶۔ بحوالہ ابوداؤد، ترمذی، مسلم۔ [2] مشکوٰۃ جلد ثانی ص۵۰۲ بحوالہ مسلم۔ اسی مفہوم کی حدیث ہے الفاظ مختلف ہیں۔

وسیلہ طلب کیا تو ذکر فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا اور جو شخص میرے وسیلہ کی دعا کرتا ہے قیامت کے روز اس کی سفارش کرنا میرے لیے جائز ہوگا۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم سے مطالبہ کرنا کہ آپ پر درود پڑھیں اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ جو اپنے غیر سے کوئی شئے طلب کرتا ہے۔ اور اس سے مطلوب منہ کا مفاد وابستہ ہوتا ہے اور اس شخص میں جو اپنی کسی حاجت کے لیے۔ غیر سے سوال کرتا ہے واضح فرق ہے۔

چنانچہ صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اویس قرنی کا ذکر کرنے کے بعد حضرت عمرؓ سے فرمایا:

ان استطعت ان یستغفر لك فافعل۔

اگر تم اسی سے بخشش کی دعا کرا سکتے ہو تو کرو۔

صحیحین میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے مابین کچھ ناراضگی کی بات ہوئی۔ بعد ازاں حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا۔

استغفر لی۔

میرے لیے اللہ سے معافی طلب کریں۔[1]

حالانکہ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ پر ناراض ہوئے تھے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔

نیز صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دم کرایا کرتے تھے اور آپ دم کیا کرتے تھے۔

صحیحین میں مذکور ہے کہ جب قحط اور خشک سالی میں لوگ مبتلا ہوئے تو وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ ہمارے لیے بارش کی دعا فرمائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور بارش ہوگئی۔

نیز صحیحین میں مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے حضرت عباسؓ کے ذریعے بارش کی دعا کی۔ دعا کے الفاظ یہ تھے۔

---

[1] صحیح بخاری جلد اول ص ۵۱۶

مشروع زیارت

مشروع زیارت یہ ہے کہ قبر کے پاس آکر میت کو سلام کہے اور اس کے لیے بخشش کی دعا کرے۔ یہ دعا میت پر نماز جنازہ کے قائم مقام ہوتی ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو سکھلایا کرتے تھے کہ جب قبروں کی زیارت کریں تو یہ دعا پڑھیں۔

سلام علیکم اھل دار قوم مومنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون ویرحم اللہ المستقدمین منا ومنکم والمستاخرین۔ نسأل اللہ لنا ولکم العافیۃ۔ اللھم لا تحرمنا اجرھم ولا تفتنا بعدھم۔[1]

اے مومن گھر والو! تم پر سلام ہو۔ ہم ان شاء اللہ تمھارے پاس آنے والے ہیں۔ ہمارے پہلے جانے والوں اور بعد میں جانے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم و کرم فرمائے ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی اور تمھاری خیر و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ الٰہی ہمیں ان کے ثواب سے محروم نہ کیجیے اور ان کے بعد ہمیں کسی فتنہ اور آزمائش میں مبتلا نہ کیجیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں کہ

جب کوئی شخص کسی ایسی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جسے دنیا میں پہچانتا ہے اور اسے سلام کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی روح کو واپس لاتا ہے تاکہ اس کے سلام کا جواب دے سکے۔

جب کوئی مرد مومن میت کے لیے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زندہ کو اس کا ثواب عطا کرتا ہے جیسے اس پر نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقوں کے ساتھ ایسا کرنے سے اللہ نے منع فرمایا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) خود وہ کام کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ خود کرنے کی ہمت رکھتا ہو تو اسے سفارش کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح اگر ہم کسی معاملہ میں بندوں کے سامنے اللہ کی سفارش پیش کریں تو اس سے ذات ربانی مجروح ہوتی ہے۔ یعنی اللہ رب العزت اس کام کو کرنے سے قاصر ہے اور بندہ اس کام کو سرانجام دینے پر قادر ہے (نعوذ باللہ من ذلک) مترجم [1] نیل الاوطار جلد رابع ص ۱۹ بحوالہ احمد مسلم، نسائی)

اللّٰھم انا کنا اذا اُجدِبنا نتوسّل الیک بنبیّنا فتسقینا و انّا نتوسّل الیک بعمّ نبیّنا فاسقنا[1]

الٰہی! جب ہم قحط سالی میں مبتلا ہوتے تھے تو تیرے نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو تیری بارگاہ میں بطور وسیلہ پیش کرتے تھے (اب چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رحلت فرما چکے ہیں اس لیے) آپ کے چچا حضرت عباسؓ کو وسیلہ بناتے ہیں پس تو بارانِ رحمت نازل فرما۔

چنانچہ بارش ہو جاتی۔

سنن میں یہ حدیث موجود ہے کہ

ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ بہت تکلیف میں ہیں۔ بال بچے بھوک سے بے تاب ہو رہے ہیں مال و دولت ہلاکت کی نذر ہو چکے ہیں۔ آپ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہمارے لیے دعا فرمائیے۔ ہم آپ کو اللہ کی بارگاہ میں بطور سفارشی پیش کرتے ہیں اور اللہ کی سفارش آپ کی خدمت اقدس میں پیش کرتے ہیں۔

یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ پڑھا۔ حتیٰ کہ آپ کے صحابہ کرام نے اس بات کو محسوس کر لیا کہ اس نے ناجائز اور غلط مطالبہ کیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے افسوس ہوا۔ اللہ کی ذات کی سفارش اس کی مخلوق کے سامنے نہیں کی جا سکتی۔ اللہ کی شان اس سے بہت بلند و بالا ہے۔

تو آپ نے اس کی بات کا کہ "انا نستشفع بک علی اللہ" یعنی ہم آپ کی سفارش اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ اقرار کیا۔ لیکن "انا نستشفع باللہ علیک" یعنی ہم اللہ کی سفارش آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کو برا سمجھا اور اس کا انکار کیا کیونکہ سفارش کرنے والا تو مشفوع الیہ سے سوال کرتا ہے اور بندہ اپنے مولا کی بارگاہ میں سوال کرتا ہے اور اس کی طرف سفارش پیش کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ بندے سے سوال نہیں کرتا اور نہ اس سے سفارش کرتا ہے[2]

---

[1] مشکوٰۃ جلد اول ص ۱۳۲ بحوالہ بخاری [2] دراصل بات یہ ہے کہ سفارش کرنے والا (باقی اگلے صفحہ پر)

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

ولا تصل علیٰ احد منهم مات ابداً ولا تقم علیٰ قبره (التوبۃ ع ۱۱)

اگر ان (منافقوں) میں سے کوئی مر جائے تو اس کی نماز جنازہ مت پڑھیے۔

نیز اس کی قبر پر (دعا کے لیے) مت کھڑے ہوں)

زیارت شرعی میں زندہ مردے کا محتاج نہیں ہوتا نہ اس سے سوال کرنے کی حاجت ہوتی ہے (اور نہ اس کے توسل سے دعا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ زندہ آدمی مردے کو نفع پہنچاتا ہے۔ جیسے میت پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا اور اس کے احسان کی وجہ سے اس میت پر رحم فرماتا ہے اور اس کے عمل کا اسے ثواب ملتا ہے کیونکہ صحیح حدیث میں مذکور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اذا مات ابن آدم انقطع عنه عمله الا من ثلاثة الا من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوا له[1]

جب ابن آدم مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر تین اعمال ایسے ہیں جن کا سلسلہ ہمیشہ باقی رہتا ہے اور ثواب ملتا ہے وہ یہ ہیں۔ (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے اس کے مرنے کے بعد بھی لوگ انتفاع حاصل کرتے رہیں (۳) نیک اولاد جو اس کے لیے دعائے مغفرت کرے۔

اہل قبور سے سوال کرنا اور مدد مانگنا، اس کے تین مراتب ہیں

جو شخص کسی نبی یا ولی کی قبر پر آتا ہے یا جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کسی نبی یا ولی کی قبر ہے حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں اور اس سے سوال کرتا ہے اور مدد طلب کرتا ہے تو اس کے تین مراتب ہیں۔

۱۔ اس سے براہ راست اپنی حاجت کا سوال کرے۔ جیسے یہ سوال کرے کہ اس کی یا اس کے چوپائے کی مرض رفع کرے یا اس کا قرض ادا کرے یا اس کے دشمن سے انتقام لے یا اس کو اور اس کے اہل و عیال کو اور چوپایوں کو صحت بخشے اور دیگر ایسے امور کا۔

---

[1] مشکوٰۃ جلد اول ص۳۲ بحوالہ مسلم۔ یعنی ابن آدم کے انسان کا لفظ مذکور ہے۔

کرے جن پر اللہ کے سوا کوئی قادر نہیں تو یہ واضح شرک ہے۔ ایسے شخص کے مشرک ہونے میں کوئی شائبہ نہیں۔ اس لیے اسے توبہ کرانی ضروری ہے۔

۲۔ اس سے یہ سوال کرے کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں اس کے حق میں دعا کرے۔ اگر وہ کہے کہ میں اس سے سوال کرتا ہوں کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ اللہ کا مقرب ہے تاکہ ان امور میں میری سفارش کرے۔ کیونکہ میں اسے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں بطور توسّل پیش کرتا ہوں جیسے کسی بادشاہ کے پاس اس کے خواص اور اعیان کا وسیلہ پکڑا جاتا ہے تو یہ مشرکین اور نصاریٰ کے افعال میں سے ہے کیونکہ وہ اپنے علماء اور درویشوں کو اپنے سفارش کنندہ تصور کرتے تھے۔ ان کے ذریعے اپنی حاجات طلب کرتے تھے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے متعلق خبر دی ہے کہ وہ کہتے تھے:

ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ (الزمر ع)

ہمارا مقصد ان (بتوں) کی عبادت کرنا ہرگز نہیں بلکہ ہم تو ان کی عبادت سے قرب الٰہی چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئًا ولا یعقلون ۔ قل للہ الشفاعۃ جمیعًا لہ ملک السمٰوٰت والارض ثم الیہ ترجعون (الزمر ع)

کیا ان (مشرک) لوگوں نے اللہ کے سوا کوئی اور سفارشی بنا رکھے ہیں؟ آپ ان کو بتا دیں کہ (یہ سفارشی کیسے بن سکتے ہیں) یہ تو کسی شے کے مالک نہیں اور نہ ان کو عقل ہے۔ آپ بتا دیجیے کہ (ان کو سفارش کرنے کا کوئی اختیار نہیں) سفارش کا معاملہ تو صرف اللہ رب العزت کے اختیار میں ہے۔ وہ زمین و آسمان کا مالک ہے (مرنے کے بعد) تم نے پھر اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

نیز اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:۔

ما لکم من دونہ من ولی ولا شفیع افلا تتذکرون (السجدۃ ع)

اس کے سوا نہ کوئی تمہارا (حقیقی طور پر) دوست ہے اور نہ کوئی سفارش

کرنے والا ہے (اللہ عزوجل کی کلام سن کر) تم نصیحت حاصل کیوں نہیں کرتے۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ (البقرۃ ع ۳۴)

ایسا کون ہے جو اللہ کی اجازت کے بغیر اس کے ہاں سفارش لے کر جائے۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنی مخلوق کے مابین فرق کی وضاحت کی۔ لوگوں کی عام عادت ہے کہ کسی بڑے آدمی کے پاس بڑے آدمی کی سفارش لے کر جاتے ہیں۔ چنانچہ سفارش کنندہ اس سے سوال کرتا ہے تو وہ اس کی حاجت پوری کرتا ہے۔ وہ یا تو رغبت اور شوق سے اس کا کام کرتا ہے یا ڈرتا ہوا کرتا ہے یا حیا اور شرمندگی اس کا کام کرنے پر مجبور کرتی ہے یا دوستی اور محبت کا رشتہ منقطع ہونے کے خطرہ سے اس کا کام کرتا ہے یا اس کے ماسوا کسی اور وجہ سے اس کی سفارش منظور کرتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسی سفارش کا کسی کو اختیار نہیں۔ جب تک سفارش کو منظور کرنے والا خود سفارش کی اجازت نہ فرمائے کسی کو اس کے ہاں سفارش کرنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے کسی کو اس کے ہاں سفارش کرنے کی ہمت نہیں حتیٰ کہ اسے اللہ سبحانہ کی طرف سے اجازت نہ مل جائے۔ تو معلوم ہوا کہ ہر جگہ حکم تو اللہ ہی کا چلتا ہے۔

چنانچہ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یقولن احدکم اللھم اغفرلی ان شئت۔ اللھم ارحمنی ان شئت

تم میں کوئی یہ نہ کہے کہ الہٰی! اگر تو چاہے تو مجھے بخشش عطا فرما۔ اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما۔

ولکن لیعزم المسئلۃ فان اللہ لا مکرہ لہ۔[1]

بلکہ پختہ عزم کے ساتھ سوال کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس نے جس بات کو پسند کیا اس پر اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔ جیسے سفارش کرنے والا مشفوع الیہ کو مجبور

---

[1] مشکوٰۃ جلد ثانی صہ ۱۹۴ بحوالہ بخاری۔

کرتا ہے جیسے سائل مسئول کو مجبور کرتا ہے جب کہ بار بار اصرار کرتا ہے اور اسے ایذا پہنچاتا ہے۔ تو تمام امور میں رغبت اللہ کی طرف ہونی چاہیے۔

جیسے اس نے فرمایا:

فاذا فرغت فانصب والی ربك فارغب (الانشراح)

جب آپ (دنیا کے کام کاج سے) فارغ ہوں تو (عبادت الٰہی میں) پوری پوری محنت کیجیے اور اپنے پروردگار کی طرف رغبت کیجیے۔

رغبت کے ساتھ ساتھ خشیت الٰہی کا تمام جسم پر غلبہ ہو۔

جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وایای فارھبون (البقرہ ع)

صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

نیز فرمایا:

فلا تخشوا الناس واخشونِ (المائدہ ع)

تم لوگوں سے مت ڈرو۔ بس مجھ سے ڈرو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ

جب دعا کرو تو مجھ پر درود بھیجو کیونکہ یہ دعا کی قبولیت کا موجب ہے۔

(باقی آئندہ)